OPEN ACCESS

Al-Marjān Research Journal

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan
المرجان ریسرچ سنٹر، لاہور

HJRS
ہائیر ایجوکیشن کمیشن پاکستان سے Y کیٹیگری منظور شدہ

Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

An Analysis of the Narrations of Ibn Kathir and Ibn Jarir Regarding the Incident of al-Gharaniq

واقعہ غرانیق سے متعلق ابن کثیرؒ اور ابن جریرؒ کی روایات کا جائزہ

Authors Details

1. **Fazal Ihsan** (Corresponding Author)
   MPhil Research Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar, Pakistan.
   Email: **fazalihsan5641@gmail.com**
2. **Dr. Mushtaq Ahmed**
   Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar, Pakistan.

Citation

Ihsan, Fazal and Dr. Mushtaq Ahmed." An Analysis of the Narrations of Ibn Kathir and Ibn Jarir Regarding the Incident of al-Gharaniq."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.4, Oct-Dec (2025): 10–19.

Submission Timeline

Received: Sep 02, 2025
Revised: Sep 13, 2025
Accepted: Sep 26, 2025
Published Online: Oct 04, 2025

Publication & Ethics Statement

Al-Marjān Research Journal

Article QR

Published by *Al-Marjān Research Center*, Lahore, Pakistan.

© The Authors. No conflict of interest declared.

This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

CC BY

ADL ASIAN DIGITAL LIBRARY | INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL | ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE | HJRS HEC Journal Recognition System | DRJI Directory of Research Journal Indexing

An Analysis of the Narrations of Ibn Kathir and Ibn Jarir Regarding the Incident of al-Gharaniq

واقعہ غرانیق سے متعلق ابن کثیرؒ اور ابن جریرؒ کی روایات کا جائزہ

☆ فضل احسان ☆ ڈاکٹر مشتاق احمد

Abstract

The incident of Gharānīq—often cited in relation to the Prophet Muhammad's recitation of verses allegedly praising pagan deities—has long been a subject of controversy and scholarly debate. This study critically examines the narratives reported by Ibn Jarir al-Tabari and Ibn Kathir, two of the most prominent early Islamic historians and exegetes. Through comparative textual analysis, the research explores the authenticity, chains of transmission, and contextual interpretation of the event within classical Islamic historiography. The article highlights methodological differences between the two scholars, the theological implications of their respective positions, and the influence of this episode on later Orientalist discourse. The study concludes that both Ibn Jarir and Ibn Kathir approached the narrative with critical awareness, though Ibn Kathir exhibited a more stringent stance toward rejecting weak or fabricated reports, thereby emphasizing the preservation of prophetic infallibility ('ismah).

Keywords: Gharaniq Incident, Ibn Kathir, Ibn Jarir al-Tabari, Islamic Historiography, Hadith Criticism, Tafsir, Prophetic Infallibility, Orientalism.

تعارف موضوع

واقعۂ غرانیق اسلامی تاریخ کے ان واقعات میں شمار ہوتا ہے جن پر مسلم و مستشرق دونوں مکاتبِ فکر میں طویل عرصے سے بحث جاری ہے۔ اس واقعے کا تعلق اس روایت سے ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سورۂ نجم کی تلاوت کے دوران بعض ایسے الفاظ ادا فرمائے جن میں مشرکینِ مکہ کے بتوں کی تعریف معلوم ہوتی تھی، تاہم بعد ازاں یہ الفاظ شیطانی دخل اندازی قرار دیے گئے۔ یہ واقعہ نہ صرف سیرتِ نبویؐ کے بعض پہلوؤں کی توضیح میں اہمیت رکھتا ہے بلکہ وحی، عصمتِ انبیا اور قرآن کی حفاظت جیسے عقائد کے تناظر میں بھی بنیادی بحث کا محور رہا ہے۔ ابتدائی مفسرین و مؤرخین میں امام ابن جریر الطبریؒ اور امام ابن کثیرؒ نے اس واقعے کا ذکر اپنی تفاسیر میں کیا، لیکن دونوں نے اس کے استناد اور قبولیت کے بارے میں مختلف رویے اختیار کیے۔ جہاں ابن جریرؒ نے متعدد اسانید کے ساتھ اس واقعے کو نقل کیا، وہیں ابن کثیرؒ نے ان روایات پر نقد کرتے ہوئے ان کی سندی کمزوری اور متنی اضطراب کو نمایاں کیا۔ یہی اختلاف بعد کے محدثین اور محققین کے لیے تحقیق کا محور بنا۔ زیرِ نظر تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ واقعۂ غرانیق سے متعلق ابن جریر الطبریؒ اور ابن کثیرؒ کی روایات کا تقابلی مطالعہ کیا جائے، تاکہ ان کے منہجِ روایت، اسناد کے معیار، اور عقائدِ اسلامی کے تناظر میں ان کے مؤقف کا علمی تجزیہ کیا جا سکے۔

☆ ایم فل ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور، پاکستان۔
☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور، پاکستان۔

مبحث اول: واقعۂ غرانیق کا پس منظر اور تفاسیری روایات کا تجزیاتی جائزہ

1. واقعہ غرانیق کا پس منظر

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

"أول سورة أنزلت فيها سجدة والنجم، قال: فسجد رسول الله ﷺ وسجد من خلفه إلا رجلا رأيته أخذ كفا من تراب فسجد عليه "، فرأيته بعد ذلك قتل كافرا، وهو أمية بن خلف[1]

رسول اللہ ﷺ ایک موقع پر کسی ایسی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ جہاں مسلمانوں کے علاوہ کافر اور مشرک بھی موجود تھے۔ آپ ﷺ نے اس مجلس میں اس سورۃ مبارکہ کی تلاوت فرمائی اور پھر آخر میں جب سجدہ کی آیت تلاوت کی تو وہیں سجدہ کیا۔ آپ کی اقتداء میں مسلمانوں نے بھی سجدہ کیا اور وہاں پر موجود مشرک بھی سجدہ کرنے پر مجبور ہو گئے اور آپ کے ساتھ انہوں نے بھی سجدہ کیا۔ صرف ایک بوڑھا کافر ولید بن مغیرہ ایسا تھا جو سجدے میں شریک نہ ہوا۔ اس نے سجدہ کرنے کی بجائے زمین سے تھوڑی سی مٹی لے کر اپنی پیشانی پر لگالی اور کہنے لگا کہ میرے لیے یہی کافی ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس کافر کو بدر کے موقع پر قتل کیا ہوا دیکھا۔

مشرکین کے اس سجدہ کی بناء پر یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی کہ اہلِ مکہ مسلمان ہو گئے، اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ترک کر دی ہے۔ یہ اطلاع مکہ سے حبشہ تک پہنچ گئی چنانچہ ان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، چنانچہ ان میں چند افراد لوٹ گئے اور باقی وہاں رہ گئے۔ ابنِ اسحاق نے بھی یہی لکھا ہے:

وبلغ أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، الذين خرجوا إلى أرض الحبشة، إسلام أهل مكة، فأقبلوا لما بلغهم من ذلك، حتى إذا دنوا من مكة، بلغهم أن ما كانوا تحدثوا به من إسلام أهل مكة كان باطلا[2]

یہ واپسی شوال میں تھی، جب مکہ کے قریب پہنچ گئے یہاں تک کہ اک دن کی مسافت رہ گئی تو انہیں پتہ چلا کہ مشرکین کے اسلام کی خبر جھوٹی تھی۔ مشرکین مکہ نے اسلام قبول کرنے کی بجائے مسلمانوں پر پہلے سے بھی زیادہ ظلم و ستم شروع کیا ہے۔ چنانچہ سخت مشکل پیش آگئی۔

2. تفاسیری روایات کا تجزیاتی جائزہ

ابن جریر الطبریؒ نے تفسیر "جامع البیان" اور جلال الدین سیوطی نے تفسیر "الدر المنثور" میں[3] سمیت کئی تفاسیر نے یہ واقعہ تفصیل سے ذکر کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ قریش کی مجلس میں یا خانہ کعبہ کے اندر حالت نماز میں سورہ نجم تلاوت فرما رہے تھے، جب

[1] Al-Bukhārī, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʻīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1407 AH), Bāb fa-usjudū lil-lāh waʻbudū, Ḥadīth No. 4863.

[2] Ibn Hishām, ʻAbd al-Malik ibn Hishām ibn Ayyūb al-Ḥimyarī al-Muʻāfirī, Abū Muḥammad Jamāl al-Dīn, *Al-Sīra al-Nabawīya li-Ibn Hishām*, ed. Muṣṭafā al-Saqā, Ibrāhīm al-Abyārī, and ʻAbd al-Ḥafīẓ Shalabī (Cairo: Maktabat wa Maṭbaʻat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī wa Awlāduhu, 1375 AH/1955), 1:364.

[3] Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, *Jāmiʻ al-Bayān fī Tafsīr al-Qur'ān* (Beirut: Mu'assasat al-Risāla, 1420 AH/2000), 17:186; Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn ʻAbd al-Raḥmān ibn Abī Bakr, *Al-Durr al-Manthūr fī Tafsīr bil-Ma'thūr* (Beirut: Dār al-Fikr, n.d.), 4:367.

آپ ﷺ اس ایت پر پہنچے: { أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى (19) وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى }[4] یعنی اے کفار کبھی تم نے غور کیا، لات و غزی کے بارے میں اور منات کے بارے میں جو تیسری ہے۔ جب آپ نے یہ تلاوت فرمائی تو شیطان نے کسی حیلے سے آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلوا دیئے: تلك الغرانيق العلى، وإن شفاعتهن لترتجى،[5] یعنی یہ بت مرغان بلند پرواز ہیں اور ان بتوں سے شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے۔

پس مشرکین خوش ہوگئے کہ آج تو نبی کریم ﷺ نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی جو اس سے پہلے آپ ﷺ نے کبھی نہیں کی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کی زبان پاک سے یہ الفاظ سن کر کفارِ قریش بہت خوش ہوئے اور سورت ختم ہونے پر جب پیغمبر ﷺ سجدہ کرنے لگے تو آپ ﷺ کے ساتھ مسلمانوں اور مشرکینِ قریش سب نے سجدہ کیا چنانچہ جب آپ ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو مکہ مکرمہ کے کفار نے آپ علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور وہ مکہ کے طول و عرض میں چکر لگانے لگے وہ اپنی زبانوں سے مسلسل یہ نعرے بلند کر رہے تھے، یہ بنو عبد مناف کے نبی ہیں۔ ولید بن مغیرہ بڑھاپے کی وجہ سے سجدہ نہیں کر سکتا تو اس نے مٹی اور کنکریاں ہاتھ میں اٹھا کر پیشانی کے ساتھ لگا کر سجدہ کیا۔[6]

تفسیر ابن کثیر میں قتادہ رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان ہوا ہے کہ: مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھتے ہوئے نبی کریم ﷺ کو اونگھ آگئی اور شیطان نے آپ ﷺ کی زبان پر ڈالا: "وان شفاعتها لترتجي وانها لمع الغرانيق العلي" مشرکین نے ان الفاظ کو پکڑ لیا اور شیطان نے یہ بات پھیلا دی۔ اس پر یہ آیت اتری اور اسے ذلیل ہونا پڑا۔

تفسیر ابن کثیر میں ابن ابی حاتم کے حوالے سے مذکور ہے کہ سورۂ النجم نازل ہوئی اور مشرکین کہہ رہے تھے اگر یہ شخص ہمارے معبودوں کا اچھے الفاظ میں ذکر کرے تو ہم اسے اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دیں، مگر اس کا تو یہ حال ہے کہ یہود و نصاریٰ اور جو لوگ اس کے دینی مخالف ہیں ان سب سے زیادہ گالیوں اور برائی سے ہمارے معبودوں کا ذکر کرتا ہے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ پر اور آپ کے اصحاب پر سخت مصائب توڑے جا رہے تھے آپ ﷺ کو ان کی ہدایت کا لالچ تھا جب سورۂ نجم کی تلاوت آپ ﷺ نے شروع کی اور "وله الانثى" تک پڑھا تو شیطان نے بتوں کے ذکر کے وقت یہ کلمات ڈال دیے: تلك الغرانيق العلى، وإن شفاعتهن لترتجى[7] "یعنی یہ بت مرغان بلند پرواز ہیں اور ان بتوں سے شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے۔"[8] یہ شیطان کی مقفی عبادت تھی ہر مشرک کے دل میں یہ کلمات بیٹھ گیے اور ایک ایک کو یاد ہو گیے یہاں تک کہ یہ مشہور ہو گیا کہ حضرت محمد ﷺ اپنے پہلے دین کی طرف لوٹ آئے ہیں اور جب رسول اللہ ﷺ نے سورۃ النجم کے خاتمے پر سجدہ کیا تو سارے مسلمان اور مشرکین سجدے میں گر پڑے ہاں ولید بن مغیرہ چونکہ بوڑھا تھا اس لیے اس نے ایک مٹھی مٹی کی بھر کر اونچی لے جا کر اسی کو اپنے ماتھے سے لگالیا۔[9]

تفسیر ابن کثیر میں مزید بیان ہوا ہے کہ اب ہر ایک کو تعجب معلوم ہونے لگا کیونکہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ دونوں فریق سجدے میں شامل تھے مسلمانوں کو تعجب تھا کہ یہ لوگ ایمان تو لائے ہیں یقین نہیں پھر ہمارے ساتھ حضور ﷺ کے سجدے پر سجدہ انہوں نے کیسے کیا؟ شیطان نے جو

---

[4]Al-Najm, 53:19–20.
[5]Al-Ṭabarī, *Jāmiʿ al-Bayān*, 18:664.
[6] Al-Thaʻlabī, Aḥmad ibn Muḥammad, *Al-Kashf wa al-Bayān ʻan Tafsīr al-Qur'ān* (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-ʻArabī, 1422 AH/2002), 7:29.
[7] Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr ibn Yazīd ibn Kthīr, *Tafsīr al-Ṭabarī = Jāmiʿ al-Bayān* (Beirut: Mu'assasat al-Risāla, 1420 AH/2000), 8:664.
[8] Ibn Kathīr, Ismāʻīl ibn ʻUmar ibn Kathīr al-Dimashqī, Imād al-Dīn Abū al-Fidā', *Tafsīr Ibn Kathīr*, trans. Maulānā Muḥammad Junāgaṛhī (Lahore: Maktaba Islāmīya, April 2009), 3:536.
[9] Ibn Kathīr, *Tafsīr Ibn Kathīr*, 3:536.

الفاظ مشرکوں کے کانوں میں پھونکے تھے وہ مسلمانوں نے سنے ہی نہ تھے ادھر ان کے دل کھل رہے تھے کیونکہ شیطان نے اس طرح آواز میں آواز ملائی کہ مشرکین اس میں کوئی تمیز ہی نہیں کرسکتے تھے وہ توسب کو اسی پر یقین پر پکا کرچکا تھا کہ خود حضور ﷺ نے اسی سورت کی ان دونوں آیات کو تلاوت فرمایا ہے پس دراصل مشرکین کا سجدہ اپنے بتوں کو تھا شیطان نے اس واقعہ کو اتنا پھیلا دیا کہ مہاجرین کے کانوں میں پہنچا۔[10]

چنانچہ جب یہ خبر حبشہ میں بھی پہنچ گئی اور وہاں مشہور ہوگیا کہ مکہ والوں نے اسلام قبول کرلیا ہے، اس لئے حبشہ سے کئی مہاجرین مکہ واپس آگئے۔[11] جبرائیل علیہ السلام جب شام کو آقائے نامدار ﷺ کے پاس تشریف لائے توانھوں نے آپ سے سورۃ نجم پڑھنے کے لئے کہا: آپ نے سورہ نجم پڑھی اوراس میں تلك الغرانيق العلى کے دو جملے بھی پڑھے، اس پر جبریل امین نے فرمایا: میں اس سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نے یہ جملے آپ کے سامنے پڑھے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اس غم زدہ ہوکر فرمایا: (نعوذ باللہ) میں نے اللہ تعالی کی طرف ایسی بات کی نسبت کردی ہے جو اللہ تعالی نے نہیں فرمائی ہے۔ اس وقت یہ ایت نازل ہوئی:

{وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا (73) وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا (74) إِذًا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا (75) }[12]

اورانھوں نے پختہ ارادہ کیا کہ وہ آپ کو اس کتاب سے برگشتہ کردیں جو ہم نے آپ کو نازل فرمایا ہے، تاکہ آپ تہمت باندھ کر (منسوب کریں) ہماری طرف اس کے علاوہ تواس صورت یہ لوگ آپ کو دوست بنالیں گے، اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو آپ ان لوگوں کی طرف کچھ نہ کچھ ضرور مائل ہوجاتے (بفرض محال اگر آپ ایسا کرتے تو) اس وقت ہم اپ کو چکھاتے دوگنا عذاب دنیا میں اور دوگنا عذاب موت کے بعد۔ پھر آپ نہ پاتے اپنے لئے ہمارے مقابلے میں کوئی مددگار۔

محمد عربی ﷺ اس حالت میں پریشان تھے، اس حالت میں قرآن کریم نے آپ کو ان الفاظ میں تسلی دی:

{وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ }13

اورآپ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا گیا ہے مگر جب اس نے پڑھا تو شیطان نے اس کے پڑھنے میں شکوک ڈال دیئے، پس اللہ تعالیٰ نے شیطان کی اس دخل اندازی کو مٹا دیا، اور اپنی آیاتوں کو پختہ کردیا اور اللہ تعالی سب کچھ جاننے والا بہت دانا ہے۔

جب کفار مکہ کو معلوم ہوا کہ بتوں کی تعریف وتوصیف میں رسول اکرم ﷺ نے جو الفاظ کہے تھے ان کو شیطانی کروائی کہہ کر ان سے برات کا اعلان کردیا ہے توانھوں نے مسلمانوں کے خلاف ظلم وستم کی وہ کاروائیاں دوبارہ شروع کردیں جو اس واقعہ کی وجہ سے عارضی طور پر رک دی گئی تھیں۔

---

[10] Ibn Kathīr, *Tafsīr Ibn Kathīr*, 3:536.
[11] Ibn Kathīr, *Tafsīr Ibn Kathīr*, 3:536.
[12] Al-Isrā', 17:73–75.
[13] Al-Ḥajj, 22:52.

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ روایت ہر سند سے مرسل ہے یا منقطع ہے، ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے جو روایت لی ہے وہ بھی مرسل ہے یا منقطع۔ اور اسی طرح ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے جو دوسندوں سے اس روایت کو ذکر کیا ہے وہ دونوں مرسل ہیں۔[14]

مبحث دوم: واقعۂ غرانیق کی اسنادی و قرآنی حیثیت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

1. واقعہ غرانیق کی استنادی حیثیت پر نقد

جہاں تک اس واقعہ کے استنادی حیثیت کی بات ہے تو اس واقعے کے ضعف اور صحت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے، جس طرح روایات میں بیان کیا گیا ہے اگر یہ ایسا ہی پیش آیا ہوتا تو یہ واقعہ مکہ کا ایک تاریخی واقعہ ہوتا اور زبان زد خاص و عام ہوتا، متعدد صحابہ کرامؓ اسے بیان کر لیتے لیکن اس قصے کو بیان کرنے والی روایات کی اسناد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے علاوہ اور کسی بھی صحابی سے مروی نہیں ہے، ساتھ ہی تاریخ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی عمر ہجرت کے وقت صرف تین سال تھی، گویا بعثت کے پانچویں سال ان روایات کے مطابق یہ واقعہ پیش آیا، اس وقت تو آپ کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی، اس لئے یہ بات تو ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ آپؓ اس واقعہ کے عینی شاہد نہ تھے، یہ واقعہ اختراع کرنے والوں کو یہ خیال بھی نہیں آیا کہ جس سال وہ اس واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کو بیان کر رہے ہیں اس سال عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ولادت بھی ہو چکی تھی یا نہیں؟

مسلمان محققین میں سے اکثر نے ان روایات کو موضوع قرار دیا ہے، امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ یہ زندیقوں کی کی گھڑی ہوئی کہانی ہے۔[15] مشہور محدث امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:

هذه القصة غير ثابتة من جهة النقل[16]

یعنی نقل کے اعتبار سے یہ قصہ ثابت نہیں ہے۔

اور قاضی عیاض فرماتے ہیں:

> "اس حدیث کو کتب صحاح کے مصنفین میں سے کسی نے بیان نہیں کیا اور نہ ہی ثقہ راویوں نے اس کو صحیح اور متصل سند سے روایت کیا ہے، اس قصے کو بعض مؤرخین مفسرین اور ایسے لوگوں نے بیان کیا ہے، جو ہر عجیب و غریب بات کو اپنی تحریروں میں بیان کر دیتے ہیں اور جن مفسرین اور تابعین سے یہ قصہ مروی ہے، ان میں کسی نے بھی اس کو صحابی سے متصل سند کے ساتھ روایت نہیں کیا، اکثر طرق جن سے یہ قصہ مروی ہے وہ بہت زیادہ ضعیف ہیں۔[17]

قاضی عیاض اس واقعہ کی سند کو موضوع بحث بنا کر فرماتے ہیں کہ اس روایت کی صرف ایک سند مرفوع ہے جو یہ ہے

شعبة عن ابی البشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فیما احسب"

> قاضی عیاض ابو بکر رازی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اس روایت کو مذکورہ سند کے بغیر کسی متصل سند سے روایت نہیں کیا گیا، اس سند سے "فیما احسب "(یعنی میرا خیال ہے) کے الفاظ خود اس کی کمزوری اور ضعف کی علامت ہے، کیونکہ

---

[14] Ibn Kathīr, *Tafsīr Ibn Kathīr*, 3:537.

[15] Al-Suyūṭī, *Al-Durr al-Manthūr*, 4:366.

[16] Abū Shahba, Muḥammad ibn Muḥammad, *Al-Isrā'īlīyāt wa al-Mawḍū'āt* (Beirut: Dār al-Fikr, 1992), 315.

[17] Al-Iyāḍ, Abū al-Faḍl 'Iyāḍ ibn Mūsā ibn 'Iyāḍ al-Sabtī, *Al-Shifā' bi-Ta'rīf Ḥuqūq al-Muṣṭafā* (Amman: Dār al-Fayḥā', 1407 AH), 2:295.

یہ الفاظ حدیث متصل ہونے میں شک کا اظہار کر رہے ہیں اور اس شک کی موجودگی میں نہ اس واقعہ پر اعتماد ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کی کوئی حقیقت ہے۔

قاضی عیاض بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں اس روایت کی ایک سند کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس بھی متعارف ہے لیکن جہاں تک کلبی کی حدیث کا تعلق ہے تو کلبی تو ایسا شخص ہے جس کے ضعف اور کذب کی وجہ سے نہ تو اس سے روایت جائز ہے اور نہ ہی اس کا ذکر کرنا صحیح ہے۔[18]

اس قصے کے صرف اسناد ہی قابل اعتماد نہیں بلکہ اس کے متن میں اتنا اضطراب ہیں کہ اس اضطراب کی وجہ سے اس واقعہ یا قصے کی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ بعض روایات کے مطابق یہ الفاظ زبان نبوت سے حالت نماز میں نکلے اور کچھ روایات کہتی ہیں کہ قوم سے مخاطب ہوتے وقت زبان نبوت پر یہ الفاظ جاری ہوئے، بعض روایات میں ہے کہ آپ پر اونگھ طاری ہوگئی اور اس حالت میں زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ شیطان نے آپ کی آواز میں یہ الفاظ خود کہہ دیے تھے وغیرہ وغیرہ۔[19] اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس روایت کے سند میں کس قدر اضطراب ہے جس کی وجہ سے یہ قابل حجت نہیں ہے۔

2. قصہ غرانیق کی قرآنی حیثیت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

مسلمانوں کا پہلا ماخذ قرآن کریم ہے، بعض مستشرقین کی تردیدات کے بعد اس واقعہ کی حقیقت پر قرآن کریم کی روشنی میں تحقیق کیا جاتا ہے، تو قرآن کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے، اللہ تعالی نے شیطان کو یہ غلبہ اور اختیار نہیں دیا ہے کہ وہ انبیائے کرام پر بھی تسلط قائم کرے، جس کا اندازہ قرآن سے بھی ہوتا ہے:

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَى بِرَبِّكَ وَكِيلً[20]

"اور جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا غلبہ نہیں ہو سکتا اور ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہے تیرا رب اپنے بندوں کے لئے۔"

اللہ تعالی اپنے انبیاء اور رسل کا خصوصی حفاظت کرتے ہیں اور جو کتابیں اور ہدایت اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے نازل فرماتے ہیں تو اس میں دخل اندازی کرنا یا اس کی روشنی کو دھندلا کر دینا قطعا شیطان کے بس سے باہر ہے، اللہ تعالی نے ہدایت کی روشنی کو ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک رکھنے کیلئے خصوصی انتظام فرمایا ہے، قرآن کریم میں ہے:

إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ۚ لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا[21]

"تو مقرر کر دیتا ہے اس رسول کے آگے اور اس کے پیچھے محافظ تھا کہ وہ دیکھ لیں گے، کہ انھوں نے اپنے پروردگار کے پیغامات (لوگوں تک) پہنچا دیے ہیں، اور ان کے پاس جو کچھ ہے اللہ تعالی ان کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ہر چیز کا اس میں شمار کر رکھا ہے۔"

---

[18] Al-Iyāḍ, *Al-Shifā’*, 2:295.
[19] Al-Iyāḍ, *Al-Shifā’*, 2:295.
[20] Al-Isrā’, 17:65.
[21] Al-Jinn, 72:27–28.

اس ہدایت کی حفاظت تو رسالت کے ساتھ ہی پہلے سے اور بھی سخت کر دیا گیا، جنات پہلے تو کوئی نہ کوئی ایسی جگہ تلاش کر لیتے تھے جہاں بیٹھ کر وہ آسمانوں پر ہونے والی گفتگو سن سکتے لیکن اب تو ان کے لیے ایسا کرنا ناممکن ہے، قرآن کریم نے اس حقیقت کو جنوں کی زبانی ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وَ أَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ۝ وَ أَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا[22]

"اور ہم نے آسمان کو ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں اور سخت شعلوں سے پُر پایا۔ اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لیے آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے۔"

آسمان کی حفاظت کا جو یہ اہتمام کیا گیا اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ آسمانی ہدایت کو ہر قسم کی دخل اندازی سے پاک رکھے، اس وحی میں نہ تو جنوں اور شیاطین کو کسی قسم کی دخل اندازی کی جرات تھی اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ اس میں اپنی طرف سے کوئی تغیر و تبدیل کر سکتے تھے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ[23]

"کہہ دیجئے مجھے اختیار نہیں کہ رد و بدل کر دو اس میں اپنی مرضی سے و میں نہیں پیروی کرتا کسی چیز کی مگر وحی کی جو میری طرف کی جاتی ہے، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو اس کی عذاب سے ڈرتا ہوں۔"

قرآن کریم میں ایک اور جگہ اس حقیقت کو اتنی پر جلال انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ اسے دیکھ کر انسان کانپ اٹھتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ، ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ، فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ[24]

"اگر وہ خود گھڑ کے بعض باتیں ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے، اور اس کی شہ رگ کاٹ دیتے، اس کے بعد تم میں سے کوئی بھی ہمیں اسے روکنے والا نہ ہوتا۔"

جس کتاب کی حفاظت کے لئے خود پروردگار عالم نے اتنا انتظامات فرمائے، تو اس کی حفاظت میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ اس ایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن نے ان تمام راستوں کو ہی مسدود کر دیا جن کے ذریعے ابلیس کسی بھی حیثیت میں اس مقدس کلام میں دخل اندازی کر سکے، جس کے متعلق پروردگار عالم نے اپنے حبیب کو اتنے سخت الفاظ میں تنبیہات فرمائی، پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کی زبان مبارک پر شیطان ایسے کلمات جاری کر دے جو قرآن کریم اور اصول رسالت کی روح سے متصادم ہو، قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں:

"امت کا اس بات پر اجماع ہے، کہ کلام اللہ کی نشر و اشاعت اور تبلیغ میں رسول ہاشمی ﷺ سے غلطی ہرگز نہیں ہو سکتی، نہ قصداً و عمداً اور نہ سہواً و خطاءً، گویا زبان نبوت ہر قسم کی غلطی سے معصوم تھا۔"[25]

یہ قصہ قرآن کریم کی متعدد آیات سے متصادم ہے، اور جو واقعہ قرآن کی ایات سے متصادم ہو وہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے، بالخصوص جس ایت میں اللہ تعالیٰ قرآن کی حفاظت کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[26]

"بیشک ہم نے ہی اتارا ہے اس قرآن کریم کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں"

---

[22] Al-Jinn, 72:8.
[23] Yūnus, 10:15.
[24] Al-Ḥāqqa, 69:45–47.
[25] Al-Sabtī, Abū al-Faḍl ‘Iyāḍ ibn Mūsā ibn ‘Iyāḍ, *Al-Shifā’ bi-Ta‘rīf Ḥuqūq al-Muṣṭafā*, 2:293.
[26] Al-Ḥijr, 15:9.

خلاصۂ کلام

واقعۂ غرانیق اسلامی تاریخ کا ایک ایسا باب ہے جس پر ابتدائی دور سے لے کر جدید مستشرقین تک مختلف آرا پائی جاتی ہیں۔ تاہم جب اس واقعے کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کی کوئی مضبوط سند موجود نہیں۔ امام ابن جریر الطبریؒ نے اگرچہ متعدد اسانید کے ساتھ اس واقعے کو نقل کیا، مگر خود انہوں نے اس کی صحت پر کوئی قطعی موقف اختیار نہیں کیا۔ اس کے برعکس، امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر **البدایہ والنہایہ** اور **تفسیر القرآن العظیم** میں ان روایات کو ضعیف، مرسل یا منقطع قرار دیا، اور واضح کیا کہ یہ واقعہ اصولِ وحی اور عقیدۂ عصمتِ انبیا کے منافی ہے۔

محدثین اور محققین کی متفقہ رائے بھی یہی ہے کہ یہ قصہ نہ نقلی لحاظ سے معتبر ہے اور نہ ہی عقلی و اعتقادی بنیادوں پر قابلِ قبول۔ قرآنِ کریم کی متعدد آیات —مثلاً" **إنا نحن نزلنا الذكر و إنا له لحافظون**"— اس بات کی قطعی شہادت فراہم کرتی ہیں کہ وحیِ الٰہی میں شیطانی دخل اندازی ممکن نہیں۔ نتیجتاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ قصۂ غرانیق دراصل ایک من گھڑت روایت ہے جو ابتدائی مؤرخین کے ذریعے بعض ضعیف اسناد سے داخلِ تفسیر ہوئی۔ امام ابن کثیرؒ اور دیگر ائمۂ حدیث کا منہج اس باب میں زیادہ علمی اور محتاط ہے، کیونکہ وہ روایت کو قبول کرنے سے پہلے اس کی سند، متن اور عقائدِ اسلامی سے مطابقت کو لازمی قرار دیتے ہیں۔

اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

* واقعۂ غرانیق نقلی و عقلی طور پر مردود ہے۔
* اس کی روایتیں منقطع و مرسل ہیں اور صحاحِ ستہ میں کسی معتبر سند سے منقول نہیں۔
* قرآن و سنت کے اصولی و اعتقادی ڈھانچے کے لحاظ سے یہ واقعہ غیر ممکن الوقوع ہے۔
* امام ابن کثیرؒ کا منہجِ نقد و تحقیق اسلامی روایت کے تحفظ اور رسالتِ محمدی ﷺ کی عصمت کے دفاع کی روشن مثال ہے۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ واقعۂ غرانیق محض ایک تاریخی مغالطہ ہے، جس کی علمی بنیادیں کمزور اور اعتقادی مضمرات خطرناک ہیں، اور اس کے رد میں امام ابن کثیرؒ کی تنقیدی بصیرت اہلِ علم کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔

تجاویز و سفارشات

1. **دینی نصاب میں روایت و درایت کی تعلیم کو لازمی بنانا:** مدارس و جامعات کے نصاب میں حدیث و تفسیر کے ساتھ ساتھ اصولِ روایت، تنقیدِ سند و متن اور تحقیقِ حدیث کے اصولوں کو لازمی مضمون کے طور پر شامل کیا جائے۔
2. **تحقیقِ سیرت میں مستند مصادر کا استعمال:** اساتذہ و محققین کو تاکید کی جائے کہ سیرت النبی ﷺ پر تحقیق کرتے وقت صرف معتبر کتب جیسے تفسیر ابن کثیر، صحیح بخاری، صحیح مسلم اور محدثین کے مستند اقوال کو ہی ماخذ بنایا جائے۔
3. **مستشرقین کے اعتراضات کے علمی جواب کے لیے تحقیقی مراکز کا قیام:** پاکستان میں ایسے تحقیقی ادارے قائم کیے جائیں جو مستشرقین کے اعتراضات کا علمی و تحقیقی انداز میں جواب دیں اور اسلام کی درست تصویر عالمی سطح پر پیش کریں۔
4. **جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے علمی شعور کی ترویج:** اسلامی تحقیق اور تاریخی حقائق کو جدید میڈیا پلیٹ فارمز (یوٹیوب، پوڈکاسٹس، آن لائن کورسز) کے ذریعے عام کیا جائے تاکہ عوام تک مستند معلومات پہنچ سکیں۔

5. عصمتِ انبیا کے تصور پر علمی سیمینارز اور مکالمے: جامعات، مساجد اور علمی اداروں میں عصمتِ انبیا کے تصور پر علمی کانفرنسز اور مکالمے منعقد کیے جائیں تاکہ نوجوان نسل میں درست عقیدہ راسخ ہو۔

6. بین المسالک علمی اشتراک کا فروغ: تمام مکاتبِ فکر کے محققین کو مشترکہ تحقیقی منصوبوں پر جمع کیا جائے تاکہ کمزور اور موضوع روایات کے رد میں ایک متحدہ علمی موقف سامنے آ سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Abū Shahba, Muḥammad ibn Muḥammad. *Al-Isrā’īlīyāt wa al-Mawḍū‘āt*. Beirut: Dār al-Fikr, 1992.
* Al-Bukhārī, Abū ‘Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā‘īl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1407 AH.
* Al-Iyāḍ, ‘Iyāḍ ibn Mūsā al-Sabtī. *Al-Shifā’ bi-Ta‘rīf Ḥuqūq al-Muṣṭafā*. Amman: Dār al-Fayḥā’, 1407 AH.
* Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn ‘Abd al-Raḥmān ibn Abī Bakr. *Al-Durr al-Manthūr fī Tafsīr bil-Ma’thūr*. Beirut: Dār al-Fikr, n.d.
* Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmi‘ al-Bayān fī Tafsīr al-Qur’ān*. Beirut: Mu’assasat al-Risāla, 1420 AH/2000.
* Al-Tha‘labī, Aḥmad ibn Muḥammad. *Al-Kashf wa al-Bayān ‘an Tafsīr al-Qur’ān*. Beirut: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, 1422 AH/2002.
* Ibn Hishām, ‘Abd al-Malik. *Al-Sīra al-Nabawīya li-Ibn Hishām*. Edited by Muṣṭafā al-Saqā, Ibrāhīm al-Abyārī, and ‘Abd al-Ḥafīẓ Shalabī. Cairo: Maktabat wa Maṭba‘at Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī wa Awlāduhu, 1375 AH/1955.
* Ibn Kathīr, Ismā‘īl ibn ‘Umar. *Tafsīr Ibn Kathīr*. Translated by Maulānā Muḥammad Junāgaṛhī. Lahore: Maktaba Islāmīya, April 2009.